کی زبان مبارک سے دیا گیا تھا۔ مگر جنہوں نے مجھ سے تعلق پیدا نہیں کیا وہ اس نعمت سے محروم ہیں۔ فراست گویا ایک کرامت ہے۔

یہ لفظ ''فراست'' بہ فتح الفا بھی ہے اور بکسر الفا بھی۔ زبر کے ساتھ اس کے معنے ہیں گھوڑے پر چڑھنا مومن فراست کے ساتھ اپنے نفس کا چابک سوار ہوتا ہے۔ خدا کی طرف سے اسے نور ملتا ہے۔ جس سے وہ راہ پاتا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اِتَّقُوْا فَرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ۔ یعنی مومن کی فراست سے ڈرو۔ کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ غرض ہماری جماعت کی فراست حقہ کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے خدا کے نور کو شناخت کیا۔

سُنو اور یاد رکھو

فرمایا سنو اور یاد رکھو۔ تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور محض خدا کے لیے رکھتے ہو۔ نیکی کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرو اور بدی کرنے والوں کو معاف کرو۔ کوئی شخص صدیق نہیں ہوسکتا۔ جب تک وہ یک رنگ نہ ہو۔ جو منافقانہ چال چلتا ہے اور دورَنگی اختیار کرتا ہے۔ وہ آخر پکڑا جاتا ہے۔ مثل مشہور ہے۔ دروغ گو را حافظہ نہ باشد

مَیں نے اسی خطبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سے چند جملے محض ارمغانِ عید کے طور پر نقل کر دیئے ہیں۔ اس خطبہ میں سورۃ والناس کی بے نظیر تفسیر ہے۔

ایک مرحوم دوست کا ذکر خیر عید کی تقریب پر

مکرمی شیخ رحمت اللہ مرحوم لاہور کے مشہور تاجر اور ہماری جماعت کے مخلص احباب میں سے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ وہ عید کی تقریب پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیے نیا لباس لایا کرتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسے عید کے دن پہنا کرتے تھے۔ حضورؑ کی زندگی میں ان کا یہی طرزِ عمل رہا اور آپ کے وصال کے بعد وہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے لیے اسی طریق پر عامل رہے۔

قمری مہینہ کا آغاز رؤیت ہلال سے

حضرت کریب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ امّ فضل بنت حارث نے انہیں امیر معاویہؓ کے پاس شام بھیجا۔ وہ کہتے ہیں میں شام آیا اور ان کا کام مکمل کیا۔ مَیں شام میں ہی تھا کہ رمضان کا چاند طلوع ہوگیا۔ میں نے چاند جمعہ کے دن دیکھا، پھر مہینہ کے آخر میں مدینہ آ گیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے (حال احوال) پوچھا پھر نئے چاند کا ذکر کیا اور کہا کہ تم نے نیا چاند کب دیکھا؟ مَیں نے کہا ہم نے اسے جمعہ کی رات دیکھا۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا تم نے خود اسے دیکھا؟ مَیں نے کہا ہاں اور دوسرے لوگوں نے بھی اسے دیکھا اور انہوں نے روزہ رکھا اور امیر معاویہؓ نے بھی روزہ رکھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نے اسے ہفتہ کی رات دیکھا ہم روزے رکھتے رہیں گے یہاں تک کہ تیس پورے کرلیں یا ہم اسے (چاند کو) دیکھ لیں۔ مَیں نے کہا کیا آپؓ کے لیے امیر معاویہؓ کی رؤیت اور ان کا روزہ رکھنا کافی نہیں؟ تو انہوں نے کہا نہیں، ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی حکم دیا تھا۔ (یعنی ہم اپنے اُفق پر نظر آنے والے چاند کی رؤیت کا خیال رکھیں گے)

(صحیح مسلم کتاب الصیام باب بیان أَنَّ لِکُلِّ بَلَدٍ رُؤْیَتَھُمْ...)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اِن ملکوں میں جو مغربی ممالک ہیں، یورپین ممالک ہیں نہ ہی حکومت کی طرف سے کسی رؤیت ہلال کا انتظام ہے اور نہ ہی اس کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اس لئے ہم چاند نظر آنے کے واضح امکان کو سامنے رکھتے ہوئے روزے شروع کرتے ہیں اور عید کرتے ہیں۔ ہاں اگر ہمارا اندازہ غلط ہو اور چاند پہلے نظر آجائے تو پھر عاقل بالغ گواہوں کی گواہی کے ساتھ، مومنوں کی گواہی کے ساتھ کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے پہلے بھی رمضان شروع کیا جا سکتا ہے۔ ضروری نہیں کہ جو ایک چارٹ بن گیا ہے اس کے مطابق ہی رمضان شروع ہو۔ لیکن واضح طور پر چاند نظر آنا چاہئے۔ اس کی رؤیت ضروری ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ ہم ضرور غیر احمدی مسلمانوں کے اعلان پر بغیر چاند دیکھے روزے شروع کر دیں اور عید کرلیں یہ چیز غلط ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کو اپنی ایک کتاب سرمہ چشم آریہ میں بھی بیان فرمایا۔ حساب کتاب کو یا اندازے کو ردّ نہیں فرمایا۔ یہ بھی ایک سائنسی علم ہے لیکن رؤیت کی فوقیت بیان فرمائی ہے''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 3/جون 2016ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 24/جون 2016ء صفحہ 5)

اس عہد کا ایک مخلص دوست

حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (رضی اللہ عنہ) کی خلافت کے وقت انہیں ابتلا آ گیا۔ یہ ابتلا جہاں تک مَیں سمجھتا ہوں محض بعض تعلقات کی بنا پر تھا۔ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم اور دوسرے لوگوں سے ان کے گہرے تعلقات تھے۔ باایں حضرت خلیفہ ثانی کے حضور وہ مؤدب تھے اور اگر زندگی انہیں موقعہ دیتی تو وہ خلافت کے سایہ تلے آجاتے۔ خدا کرے یہ فضل اب ان کی اولاد کو مل جاوے۔ حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز (رضی اللہ عنہ) کے عہد میں ایک نہایت ہی مخلص دوست ہیں ان کا نام نامی سیٹھ محمد غوث احمدی حیدر آبادی ہے۔ ان کو حضرت خلیفۃ المسیح اور اہل بیت مسیح موعود علیہ السلام سے بے انتہا محبت ہے۔ وہ اس محبت کے اظہار کے نہایت قیمتی نمونے اپنی زندگی میں رکھتے ہیں۔ ان کے معمول میں بھی یہ بات ہے کہ وہ ہر عید پر حضرت کے حضور لباس کا ہدیہ پیش کرتے ہیں اور یہ ان کی سعادت اور خوش بختی ہے اور یقیناً یہ لباس ان کے لیے لباس التقویٰ کا تحفہ لے کر آتا ہے۔

(الحکم قادیان 21 جنوری 1934ء جلد 37 نمبر 2 صفحہ 8)